سوال

(551) میاں یاملاں کی تنخواہ زکواۃ کی رقم سے دینا؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسجد یا مدرسہ میں ایک میاں یاملاں رکھ کر گاؤں کے بچوں کو تعلیم دلائی جائے اوران میں صاحبان ذکواہ کے بچے بھی تعلیم پاویں توکیا یہ جائز ہوگا۔ یا نہیں درانحالیکہ ذکواۃ دینے والے میاں یاملاں کی تنخواہ اپنے عشر وزکواۃ کی رقم سے دیتے ہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصحاب اموال کا اپنے بچوں کو ایسے لوگوں سے تعلیم دلانا جن کو وہ تنخواہ انے اموال کی ذکواۃ وعشر سے دیتے ہوں۔ درست نہیں۔

ایسے علمائے دین جو اس آیت کے مصداق ہوں۔

یعنی دین کی خدمت اور تعلیم کے لئے وقف ہوگئے ہوں۔ اور فقر معیشت کے لئے وقت نہ نکال سکتے ہوں۔ مساکین میں داخل ہیں۔ بشرط یہ کہ انہوں نے تعلیم دین کو حصول زر کا پیشہ نہ بنا لیا ہو۔ ضرورت اور حاجت سے زیادہ نہ لیتے ہوں۔ اور کسی حالت میں بھی ساعی وسائل نہ بنتے ہوں۔ ایسے علماء ودعاہ مد زکواۃ کے بلاشبہ مستحق ہیں۔ اسی طرح غریب طلبہ علوم دینیہ بھی آیت مذکورہ کی رو سے فقراء مساکین میں داخل ہیں۔ اور ضروری ہے کہ اس مد سے ان کی خبر گیری کی جائے۔ رہ گئے علماء اغنیاء جو سونے یا چاندی کے نصاب کے مالک ہیں۔ یا خوشحال وزمین دار ہیں۔ یا کرایہ کی جائدادوں کے مالک ہیں۔ اور قرآن علوم دینیہ کی ترویج اور دعوت وارشاد ہدایت و تبلیغ یا درس وتدریس میں مصروف و مشغول رہتے ہیں۔ ان کو ذکواۃ دینی اور خود ان کو ذکواۃ لینی جائز ہے۔ یا نہیں؟ اسی طرح مدارس کا اجراء وقیام اور مدرسین وملازمین کی تنخواہ اس مد سے دینی جائز ہے یا نہیں؟ سو اس میں اختلاف ہے۔ بعض علمائے اہل حدیث اسے جائز ودرست کہتے ہیں ان میں سے بعض نے ان علماء ومدرسین کو ''سبیل للہ'' میں داخل سمجھا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ سبیل اللہ کے زریعے ایک جامع دعاوی مقصد کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ جس میں دین وامت کے مصالح کی ساری باتیں آگئیں۔ مثلاً قرآن اور علوم شرعیہ کی ترویج اشاعت مدارس کا اجرائ وقیام دواہ و مبلغین کا قیام ارسال ہدایت وارشاد امت کے تمام مفید مسائل۔

اکثر علماء کے خیال میں سبیل اللہ سے مراد صرف مجاہدین وغزاۃ ہیں "کما قال اشمس الائمہ ابن قدامہ فی الشرح الکبیر علی متن المقنع لاخلاف فی انھم الغزاۃ الان سبیل اللہ عندہ الاطلاق ھو الغزر انتھی"

اور بعض علمائے اہل حدیث نے ایسے اصحاب نصاب کو 'عاملین'' میں داخل سمجھا ہے ان کا خیال یہ ہے کہ عاملین ذکواۃ کا مصرف ٹھرانے کی علت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان

عاملین نے ایک کام کو جو مصالح مسلمین سے ہے انجام دیا ہے۔ اسلامی حکومت کو اور عاملین کو اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر زکواۃ کا مصرف نہیں ٹھرایا ہے۔ لیکن یہ روایات حدیثیہ سے ثابت ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں جو اشخاص اس قسم کے کاموں کو انجام دیتے تھے۔ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ ان کے کاموں کی اجرت عنایت فرماتے تھے۔ ابوداؤد میں بریدہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

"من استعملنا علی عمل فرزقنا رزقا فما اخذ بعد ذلک فہو غلول قال الشوکانی فیہ دلیل علی انہ لایحل للعامل زیادو علی ما فرض لہ من استعملہ وان ما اخذہ بعد ذلک فہو من الغلول وذلک بناء علی انہ الجارۃ ولمنہا فاسدۃ یلزم فہا اجرۃ المثل الی اخرما قال (نیل لاوطار)

پس حکومت اسلامی کے دیگر عاملین مثل قضاۃ وغیرہ بوجہ اشتراک فی العلۃ حکم سعاۃ میں داخل ہیں۔ اس کے علاوہ عہد خلافت راشدہ میں بھی دیگر عاملین کی اجرت بلکہ خود حاکم کی اجرت مال مسلمین سے دیا جانا ثابت ہے۔ اورانہی وجوہ سے خلف وسلف کی ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے۔ پس ایسا مدرسہ جو مصالح مسلمین پر مشتمل ہے۔ اس کے مدرسین کو مد ذکواۃ سے تنخواہ دینی کیوں درست نہیں۔ ساتھ ہی اس کے زمانے میں مدارس دینیہ کے قیام وبقا کی جو ضرورت ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ تاوقت یہ کہ مدارس کی امداد مد زکواۃ سے نہ ہوگی۔ کوئی مدرسہ چل نہیں سکتا۔ پس جب سائلین صدقات کے ساتھ دوسرے عاملین ملحق ہیں۔ اور عاملین صدقات کےلئے بحالت ان کے غنی ہونے کے بھی زکواۃ سے اجرت لینی درست ہے تو مد زکواۃ سے مدرسین کو تنخواہ معین وغیر معین دونوں طرح لینا ان کے غنی ہونے کی صورت میں بھی جائز اور درست ہوگا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تنخواہ کے واقعے سے ثابت ہے۔

"اخرج ابن سعد عن میمون قال لما استخلف بو بکر جعلواہ الفین فقال زیدولی فان لی عیالا وفلا شغلتمونی عن التجارۃ فزادوہ خمس مائۃ" (تاریخ الخلفاء) علماء حنفیہ کے نزدیک مد ذکواۃ سے مدرسین وملازمین مدرسہ کو بصورت ان کے غنی ہونے کے تنخواہ ادا نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ ان کےلئے لینا جائز ہے۔ وہ کہتے ہیں زکواۃ ایک فریضہ الٰہی ہے۔ جس کی زمہ داری مالک نصاب پر ہوتی ہے۔ اورچونکہ وہ حج روزہ نماز کی طرح ایک عبادت ہے۔ اسی لئے مالک نصاب کو مقررہ شروط وقیود کا لحاظ رکھتے ہوئے مال کا ایک معین حصہ اس کے مصارف میں بطور تملیک اس طرح ادا کرنا ضروری ہے۔ کہ اسکی ادائیگی میں بجز امتثال امر الٰہی شخص مودی الیہ سے کسی قسم کی کوئی غرض حصول نفع کی خاطر نہ ہو۔ (تنویر الابصار) اس لئے وہ ان لوگوں پر بھی اس کو صرف نہیں کرسکتا۔ کہ جن کے دینے میں حصول نفع کا احتمال ہو۔

"کما قال فی رد المختار فلا یدفع لا صلہ ای وان علا ولفرعہ ای وان سفل وکذا الزوجتہ وزوجہا وعبدہ ومکاتبہ لانہ لادفع الیہم لم تنقطع المنفعۃ عن الملک ای المزکی من کل وجہ"

اور اسی بنا پر اس اجرت پر معاوضہ پر صرف کرنا بھی اس کا جائز نہیں۔ (رد المختار ص 778 ج 2) معلوم ہوا کہ مدرسین کی تنخواہ مد زکواہ سے ادا نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ معاوضہ ہے ان کے عمل کا اور زکواۃ میں معاوضہ مقصود نہیں ہوتا۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ عاملین صدقات کے ساتھ اغنیاء مدرسین کو ملحق کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کو جو کچھ ملتا ہے وہ بطریق عمالہ ہے۔ اور چونکہ یہ عمالہ بقدر کفاف یعنی ان کے اور ان کے عوان کی ضرورت اور حاجت کے مطابق دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو اجرت معاوضہ سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ وہ مقدار جو اس کو اور اس کے عوان کو کافی ہوسکے وہ مجہول اور غیر معلوم ہے۔ اور احد ال موضین کی جہالت جواز اجارہ سے مانع ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عامل صدقہ کا استحقاق بطور اجرت ومعاوضہ کے نہیں ہے۔ بلکہ بطریق کفایہ ہے۔ بنا بر مدرسین وملازمین مدرسہ کو عاملین صدقات کے ساتھ ملحق کرنا غلط ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دیگر عاملین کے عمالہ سے جو انکو بیت المال سے ملتا تھا۔ مدرسین کے مد ذکواۃ سے تنخواہ دینے کے جواز پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ بیت المال در اصل اسلامی خزانے کا نام ہے۔ جس کے مختلف شعبے ہوتے تھے۔ اور ہر شعبے کے مصارف جداگانہ ہوتے تھے۔ مثلاً ایک شعبہ بیت انجمیں کا تھا جس میں جنس غنائم وغیرہ جمع ہوتے تھے۔ اور اس کو آیت واعلموا انما غنمتم الخ کے بموجب صرف کیا جاتا تھا۔ دوسرا شعبہ بیت الصدقات تھا جس میں عشر وزکواۃ فطرہ کے اموال جمع ہوتے تھے۔ اور اس کو مصارف منصوصہ ثمانیہ میں صرف کیا جاتا تھا۔ تیسرا شعبہ خراج الارض والجزیہ تھا۔ جس میں زمینوں کا خراج اور جزیہ وغیرہ کا مال جمع رہتا اس شعبہ سے قاضی مفتی اور علماء وغیرہ کو بقدر کفاف ملتا تھا۔ چوتھا شعبہ لاوارث لوگوں کے ترکہ اور لقطات کا تھا۔ جس کو ضوائع کہتے تھے۔ اس سے عام مصالح مسلمین میں امداد ملتی تھی۔ (عالم گیری وغیرہ) پس یہ ثابت کر کے علماء وقضاہ وعمال کو بیت المال سے تنخواہ ملتی تھی۔ یہ ثابت کرنا کہ مد ذکواۃ سے مدرسین تنخواہیں پا سکتے ہیں۔ صحیح نہیں الیٰ آخرہ۔ (عبید اللہ المبارکفوری الرحمانی المدرس بمدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

جلد01ص720-725

محدث فتویٰ